# علومِ حدیث میں اختصاص

## اہمیت وضرورت

مولانا محمد یاسر عبداللہ

### علومِ حدیث، اِک بحرِ بیکراں

تاریخِ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں علمائے حق نے دین کے بنیادی مآخذ کی حفاظت وصیانت کی خاطر جن نئے علوم وفنون کی داغ بیل ڈالی ہے، ان کا ایک معتد بہ حصہ مختلف جہات اور متنوع عنوانات سے معنون ہوکر ''علوم حدیث'' کی صورت زندہ وتابندہ ہے، عنوان کی سادگی کی بنا پر ظاہر بینوں کو پہاڑ، رائی کی مانند دکھنے لگتا ہے، لیکن حقیقت سے آشنا طبائع اس بحرِ بیکراں میں غوطہ زن ہوکر انگشت بدنداں رہ جاتی ہیں، علم کا جوشیدائی بھی اس سفر پر روانہ ہوا تو متاعِ حیات تسلیم کرکے بھی تشنہ لبی پر شکوہ کناں نظر آیا، ان علوم کی وسعت کے اجمالی تعارف کے لیے چھٹی صدی ہجری کے معروف محدث وفقیہ، امام ابوبکر زین الدین حازمی رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۸ھ-۵۸۴ھ) کے اس فرمان پر نگاہ ڈالیے:

''علم الحدیث یشتمل علٰی أنواع کثیرۃ، تقرب من مائۃ نوع، ذکر منھا طائفۃ أبوعبداللّٰہ الحافظ رحمۃ اللّٰہ علیہ فی ''معرفۃ علوم الحدیث''، وکل نوع منھا علم مستقل لوأنفق الطالب فیہ عمرہٗ لما أدرک نھایتہٗ، لکن المبتدئ یحتاج أن یستطرف من کل نوع؛ لأنھا أصول الحدیث، ومتٰی جھل الطالب الأصول تعذر علیہ طریق الوصول۔''(۱)

''علم حدیث کی سو کے لگ بھگ انواع ہیں، حافظ ابوعبداللہ (حاکم) رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں ان انواع میں سے معتد بہ تعداد ذکر کی ہے، اور ہر نوع مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے، (بعض انواع ایسی ہیں کہ) اگر طالب علم پوری حیاتِ مستعار انہیں میں صرف کرڈالے تب بھی انتہا کو نہ پاسکے گا، لیکن مبتدی کو چاہیے کہ ہر نوع سے معتد بہ استفادہ کرے؛ اس لیے کہ یہ حدیثی اصول ہیں، اور طالب علم اصول سے ہی نابلد ہوتو مقصود تک پہنچنا دشوار ہوجاتا ہے۔''

## کچھ احوالِ واقعی

مرورِ زمانہ کے ساتھ اب یہ سمجھانا بھی دشوار ہو چلا ہے کہ ان علوم میں زندگیاں کھپانے کی ضرورت ہی آخر کیا ہے؟ بہتیرے طلبائے علم، درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد یہ سوال پوچھتے نظر آتے ہیں کہ محدثین نے جب بازی جیت لی ہے تو پھر ''تخصص فی علوم الحدیث'' کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ اس صحرانوردی سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟ اور یہ اختصاص ہمیں مستقبل میں کس جہت سے نمایاں مقام دلاسکتا ہے؟ علم کے تنزل کے دور میں اس نوع کے سوالات تعجب خیز نہیں ہوا کرتے، ایسے وقت بدیہی امور نظری بن ہی جایا کرتے ہیں، کچھ قصور اُن نادان دوستوں کا بھی ضرور ہے جو سفر سے واپسی پر راہ کی حسین وادیوں کی واقعی وحقیقی منظر کشی نہ کر سکے، یا طبعی کسل کی بنا پر خرگوش کی مانند آخری گھڑیوں کے انتظار میں فرصتِ زریں کھو بیٹھے اور اقبال کے الفاظ میں ''چند کلیوں پر ہی قناعت کر آئے''، ایسے میں کسی نوخیز نے کارگزاری پوچھی تو چند نابیناؤں کی طرح قوتِ لامسہ کے ذریعے ہاتھی کی دم، پیر اور شکم، جسے چھوکر محسوس کیا، اسی کا دم بھرتے نظر آئے، اور علم کی متلاشی پیاسی طبیعتیں اس ''جہت'' کو تھوڑا خیال کر کے قدم بڑھا گئیں، یوں ذہانتوں کی بے توجہی سے میدانِ علم میں آیا خلا وسیع ہوتا چلا گیا۔

منظر کی دھندلاہٹ میں کچھ دخل رویوں کے افراط وتفریط کا بھی ہے، بعضے ان علوم کی عظمت تلے دب کر یوں مغلوب ہوئے کہ دیگر میادینِ علم سے مستغنی دکھائی دیئے، غلبۂ حال میں یہ مسلمہ حقیقت نگاہ سے اوجھل ہوگئی کہ علوم اسلامیہ سبھی اپنا سرمایہ ہیں، جو باہم مربوط ہونے کی بنا پر ایک دوسرے کے محتاج ہیں، اور طبعی رجحانات کی تقسیم تو تکوین کا کرشمہ ہے، جس سے ہر میدان کی رکھوالی مقصود ہے، ایک جماعت اس راہ سے خوابیدہ یا نیم چشیدہ ہی گزری اور جو لوٹی تو اپنی ''پھوٹی کوڑی'' کو یواقیت وجواہر جان کر سلف کی جاں گسل جدوجہد پر ''دوحرف'' پڑھتے سنائی دی۔

''اپنوں'' کی اس بے اعتنائی میں ''غیروں'' کی اُڑائی ''گرد'' کا کردار بھی بھولنے جیسا نہیں، کچھ خالی ذہن تھے، سو جو جام تھمائے گئے، مخمور ہو کر انہیں کے گن گاتے نظر آئے، بعض عقلیت پسند تھے تو انہیں من بھاتی عقلی موشگافیاں ''خوابیدہ ضمیر'' کی آواز لگیں، بھول گئے کہ وارداتِ خوانِ نبوت، علم وتقویٰ کے شناور ہونے کے ساتھ ''روایت ودرایت'' اور ''عقل ونقل'' کے اسلحے سے بھی لیس تھے، وہ کھرا کھوٹا جانتے تھے اور انسانی وسعت کے دائرے میں اپنا فرض نبھا گئے ہیں، شکووں کی یہ داستاں طویل ہے اور درازگوئی کا یہ موقع نہیں، مدعا صرف یہ ہے کہ ''علومِ حدیث'' کے اس میدان پر راہ گیروں کی قلت کے کچھ داخلی وخارجی اسباب وعوامل بھی ہیں۔

## اختصاص کیوں ضروری ہے؟

علوم اسلامیہ کی دنیا وسیع وعریض ہے، دورِ قدیم میں طبائع باہمت، حوصلے بلند وبالا،

صحتیں تنومند و توانا اور حافظے مضبوط ہوا کرتے تھے تو بیک وقت علوم عقلیہ ونقلیہ کی جامع شخصیات بھی موجود رہتی تھیں، عہد رفتہ کے ساتھ صلاحیتیں دیمک زدہ ہوتی گئیں تو جامعیت کی شان بھی ندرت کا شکار ہونے لگی، یوں اختصاصی مہارتوں کی ضرورت بڑھتی چلی گئی، اختصاصی مہارتوں کی اہمیت بتلانے کو زبانِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے نکلے ان الہامی جملوں میں پنہاں اشارے قابل غور ہیں:

’’عن أنس بن مالکؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’أرحم أمتی بأمتی أبوبکرؓ، وأشدھم فی أمر اللّٰہ عمرؓ، وأصدقھم حیاء عثمان بن عفانؓ، وأعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبلؓ، وأفرضھم زیدبن ثابتؓ، وأقرؤھم أبی بن کعبؓ، ولکل أمۃ أمین، وأمین ھذہ الأمۃ أبوعبیدۃ بن الجراحؓ۔‘‘ (۲)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت کے سب سے رحم دل انسان ابوبکرؓ، حکمِ خداوندی کے معاملے میں سب سے سخت عمرؓ، سب سے باحیا عثمان بن عفانؓ، سب سے زیادہ حلال وحرام کے مسائل جاننے والے معاذ بن جبلؓ، علم فرائض کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابتؓ، اور سب سے بڑے قاری ابی بن کعبؓ ہیں، اور ہر امت کا ایک امین ہوا کرتا ہے، میری امت کے امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں، رضی اللہ عنہم۔‘‘

محدثین اس حدیث کو عام طور پر ’’مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم‘‘ کے ذیل میں ذکر کرتے ہیں، اس لیے کہ اس میں یکجا کئی کبار صحابہؓ کے مقام ومرتبہ اور ان کے امتیازی اوصاف وخصوصیات کا بیان ہے، ’’اشارۃ النص‘‘ کے طور پر اس حدیث سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ ’’اختصاص‘‘ کی بنیاد عہدِ نبوت میں ہی ڈال دی گئی تھی، چنانچہ مذکورہ روایت میں حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کے اختصاصی علوم کی جانب واضح اشارہ ملتا ہے۔ یوں بھی دورِ حاضر کو اختصاص (اسپیشلائزیشن Specialization) کا عہد کہا جاتا ہے، بلکہ اب نوبت اس سے بڑھ کر ذیلی اختصاص (سب اسپیشلائزیشن Sub Specialization) تک جا پہنچی ہے، چنانچہ آج علاج کے سلسلے میں بھی جنرل ڈاکٹر کے بجائے متخصص (اسپیشلسٹ Specializatist) سے ہی رجوع کیا جاتا ہے، اس بنا پر علوم دنیویہ کی مانند علوم اسلامیہ میں بھی یہی رویہ عین فطرت کے مطابق ہے کہ ضروری علوم میں کلی و بنیادی معلومات کے حصول کے بعد کسی ایک علم وفن میں کمال حاصل کیا جائے، کیونکہ ہر ایک علم وفن میں دقت رسی دشوار ہی نہیں، کہا جاسکتا ہے کہ آج کے دور میں ناممکن ہے، فقہ ظاہری کے امام اور پانچویں صدی کے نامور عالم، حافظ ابومحمد علی بن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۴ھ-۴۵۶ھ) اپنی کتاب ’’مراتب العلوم‘‘ میں اس پہلو پر بحث کرتے ہوئے کچھ یوں رقم طراز ہیں:

’’من طلب الاحتواء علی کل علم أوشک أن ینقطع وینحسر، ولایحصل علی شیئی۔ وکان کالمحضر إلٰی غیرغایۃ، إذ العمریقصر عن ذلک. ولیأخذ من کل

علـم بنصيب، ومقدار ذلک: معرفتهٗ بأعراض ذلک العلم فقط، ثم يأخذ مما بهٖ ضرورة إلٰى مالابد لهٗ منه ، كماوصفنا، ثم يعتمد العلم الذى يسبق فيه بطبعهٖ وبقلبهٖ وبـحيلتهٖ، فيستكثر منه ماأمكنهٗ، فربما كان ذٰلک منه فى علمين أو ثلاثة أو أكثر، علٰى قدر ذكاء فهمهٖ، وقوة طبعهٖ، وحضورخاطرهٖ، و إكبابهٖ علٰى الطلب۔‘‘ (۳)

’’جس کسی نے بھی ہر علم میں مہارت حاصل کرنے کا ارادہ کیا وہ ختم ہوکر رہ گیا اور کچھ حاصل نہ کر پایا، اس کی مثال اس تیز رفتار شخص کی مانند ہے جس کی کوئی منزل نہ ہو؛ اس لیے کہ متاعِ حیات بہت تھوڑی ہے، لہٰذا ہر علم میں سے کچھ حصہ حاصل کرنا چاہیے، یعنی اس کے بنیادی مقاصد کی معرفت کے بعد ضروری مباحث کو حاصل کرے، بعدازاں جس علم کی جانب طبعی وقلبی میلان اور رجحان ہو اس میں حتی الامکان مزید محنت وکوشش سے کام لے، یوں فہم وذکاوت، طبعی قوت، جمعیتِ خاطر اور یکسوئی کے بقدر کم وبیش دو تین علوم میں ہی مہارت حاصل کر سکے گا۔‘‘

ذرا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو ہمارے سلف میں یہی رجحان پایا جاتا تھا، امامِ لغت وجلیل القدر امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ (۱۵۷ھ-۲۲۴ھ) کا کہنا ہے:

’’مـانـاظـرنـى رجـلٌ قط وكان مفنّنا فى العلوم إلا غلبتهٗ، ولاناظرنى رجل ذوفن واحد من العلوم إلا غلبنى فيه۔‘‘(۴)

’’جب بھی کسی متعدد علوم پر نگاہ رکھنے والے عالم سے مناظرے کی نوبت آئی تو میں غالب رہا، لیکن ایک فن کے ماہر کو ہمیشہ اس فن میں مجھ پر غلبہ حاصل رہا ہے۔‘‘

چنانچہ متقدمین کے دور سے ہی حدیث کے سلسلے میں محدث کی اور فقہ واستنباط کے پہلو سے فقیہ کی رائے ہی معتبر قرار پاتی تھی، کوئی بعید نہیں کہ علوم اسلامیہ کی تدوین کے ابتدائی ادوار میں ’’فقہ‘‘ کی وسعت کے تین مختلف زاویوں (عقائد وکلام، فقہ اصطلاحی اور تزکیہ واحسان) میں پھیلاؤ کے پس پشت یہی فکر کارفرما رہی ہو، اس پہلو سے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (۹۰۹ھ-۹۷۳ھ) کا یہ جملہ ان گنت پیچیدہ گتھیاں سلجھا سکتا ہے:

’’من غلب عليه فن يرجع إليه فيه دون غيرهٖ۔‘‘(۵)

’’جس عالم پر کوئی ایک فن غالب ہو تو اسی فن سے متعلق ان سے رجوع کیا جائے گا، دیگر علوم میں ان سے رہنمائی نہیں لی جائے گی۔‘‘

برصغیر کے نامور محقق عالم مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۴ھ-۱۳۰۴ھ) رقم طراز ہیں:

’’إن اللّٰه تعالٰى جعل لكل مقام مقالًا ولكل فن رجالًا، وخص طائفة من مخلوقاتهٖ بـنـوع فـضـيـلة لاتـجـد فـى غيـرهٖ، فـمن المحدثين من ليـس لهم حظ إلا رواية الأحاديث ونقلها من دون التفقه والوصول إلٰى سرها، ومن الفقهاء من ليس لهم حظ إلا ضبـط لـلـمسـائـل الـفـقهية مـن دون الـمهارة فى الروايات الحديثية، فالواجب أن ننزل كُلًّا منهم فى منازلهم، ونقف عندمراتبهم۔‘‘ (۶)

’’اللہ تعالیٰ نے ہر موقع کے مناسب کلام اور ہر فن کے لائق مردانِ کار پیدا کیے ہیں، اپنی مخلوقات میں سے بعض کو خاص نوع کی فضیلت بخشی ہے، جو باقی مخلوق میں نہیں، بعض محدثین کو محض احادیث کی روایت ونقل کا مشغلہ نصیب ہوا ہے، حدیث کی فقہ اور اسرار تک ان کی رسائی نہیں، یونہی فقہاء کی ایک جماعت مسائل فقہیہ کے ضبط میں مصروف رہی ہے، انہیں حدیثی روایات میں دست گاہ حاصل نہ تھی، لہٰذا ہر ایک طبقہ کو اس کا جائز مقام دینا اور ان کے مراتب کی حدود پر قائم رہنا ضروری ہے۔‘‘

جب ہر فن میں صاحبِ فن کا قول ہی معتبر ٹھہرا تو ہر دور میں ہر فن کے متخصصین کا وجود بھی ناگزیر قرار پاتا ہے، پھر جبکہ علوم آلیہ بلکہ علوم عقلیہ محضہ کے شناوران پر زندگیاں نچھاور کررہے ہوں تو علوم عالیہ اور خصوصاً علوم حدیث پر جان کاری کی اہمیت اہل دانش سے مخفی نہ رہنی چاہیے، بلاشبہ کسی بھی علم وفن کی اہمیت سے انکار نہیں، لیکن ’’أعط کلَّ ذی حق حقہٗ‘‘(۷) (ہر حق دار کو اس کا جائز حق دو) کے مخاطبین سے واجب حق کی ادائیگی کا سوال بھی اہل عقل کے ہاں یقیناً غیر دانشمندانہ شمار نہ ہوگا، تعلیم کے انتہائی مرحلے میں طبعی رجحانات ومیلانات کو پیش نظر رکھ کر صلاحیتوں کی تقسیم کے لحاظ میں ہر میدان کی علمی ضروریات کو دیکھتے ہوئے منصفانہ تقسیم کا مطالبہ عین فطرت ہے اور یہی ان گزارشات کا مقصود ہے۔

’’تخصصات‘‘ کے سلسلے میں ایک عمومی اشکال سننے میں آتا ہے کہ قدماء میں تو یہ طریقہ رائج نہیں رہا، آخر اس کی ضرورت کیا ہے؟ عرض یہ ہے کہ بلاشبہ قدماء کے ہاں مروجہ طرز پر ’’تخصصات‘‘ کا رواج نہ تھا، لیکن امتِ مسلمہ کی علمی وتعلیمی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں بھی رسمی طالب علمی سے فراغت کے بعد طلباء کو جس فن سے قلبی وابستگی ہوتی تو اس فن کے ماہر کے ہاں جاکر مزید رسوخ حاصل کیا کرتے تھے، عصر حاضر میں چونکہ انفرادی تعلیم کا یہ سلسلہ دشوار ہوچلا ہے، اس بنا پر مدارس وجامعات میں انتظامی طور پر اصحابِ فن کی نگرانی میں شعبے کھول کر طلبائے علم کو استفادے کی دعوت دی جاتی ہے، گویا زمانے کے چلن کی بنا پر اسلوب ومنہج کا فرق ہے، حقیقت وہی ہے جو قدماء سے چلی آرہی ہے۔

## علومِ حدیث میں اختصاص کی ضرورت

مندرجہ بالا تفصیل سے اجمالی طور پر دیگر علوم کی طرح علومِ حدیث میں اختصاص کی اہمیت وضرورت بھی واضح ہوگئی، اس سلسلے میں چند مزید گزارشات نکات کی صورت میں پیش کی جاتی ہیں:

①.....قرآن کریم کے بعد دین کا دوسرا بنیادی ماخذ ’’حدیث وسنت‘‘ ہے، اس لیے حفظِ مراتب کے پہلو سے بھی قرآن وعلوم قرآن کے بعد علوم حدیث زیادہ توجہات کے مستحق ہیں، شاید اسی بنا پر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۲ھ-۱۳۵۲ھ) کے فرزندِ نسبتی اور ان کے افادات پر مشتمل علمی سرمائے ’’انوار الباری شرح صحیح بخاری‘‘ کے مرتب مولانا احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تجزیہ ہے: ’’میرے

نزدیک علومِ اسلامیہ میں سب سے زیادہ اہم اور مشکل حدیث ہی کا تخصص ہے۔‘‘(۸)

درسِ نظامی کے مختلف درجات میں کتبِ ستہ سمیت دیگر کتبِ حدیث واُصولِ حدیث شامل نصاب ہیں، جن سے علوم حدیث سے بنیادی شناسائی تو ضرور پیدا ہوجاتی ہے، لیکن دیگر علوم کی طرح اختصاصی مہارت تک رسائی حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا جیسے ’’تخصص فی التفسیر واصولہ‘‘، ’’تخصص فی الفقہ والافتاء‘‘، ’’تخصص فی الادب العربی‘‘، ’’تخصص فی الدعوۃ والارشاد‘‘ اور ’’تخصص فی العلوم العقلیۃ‘‘ کی ضرورت بجا طور پر محسوس کی جاتی ہے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ ذہین فضلاء کی ایک جماعت ’’تخصص فی علوم الحدیث‘‘ کی جانب متوجہ ہو، اور اس جہاں میں زندگی کھپا کر اُمتِ مسلمہ کی طرف سے فرضِ کفایہ کی ادائیگی کا ذریعہ ثابت ہو، اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے گردوپیش پر نگاہ ڈالی جائے تو افراد کی جتنی تعداد دیگر میدانوں میں نظر آتی ہے، علومِ حدیث میں اختصاصی مہارتوں کی جانب ویسی توجہات نہیں۔

۲:......عصر حاضر میں علوم حدیث کے بہت سے پہلو بے اعتنائی کا شکار ہیں، مثلاً: رجال احادیث، جرح وتعدیل، ضبط اسمائے رواۃ، غریب الحدیث، اسباب ورود احادیث، ناسخ ومنسوخ، اور احادیث الاحکام وغیرہ، پہلے گذر چکا کہ علوم حدیث ایک وسیع میدان ہے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ان علوم کی چورانوے (۹۴) انواع ذکر کی ہیں، ان میں سے ہر نوع پر مستقل کتب کی تالیف سے اسلامی کتب خانے میں ایک بہت بڑا ذخیرہ وجود میں آیا ہے، اور روز بروز اس میں مختلف جہات سے ترتیب وتدوین، تلخیص واختصار اور مختلف مباحث کے حوالے سے اٹھنے والے نئے اشکالات وسوالات کا جواب دینے کے لیے لکھا جانے والا لٹریچر بڑھ رہا ہے، جس کے تعارف، مناہج کی پہچان اور استفادہ کے طریقہ کار کی معرفت کارے دارد، ’’علوم حدیث میں اختصاص‘‘ کا ایک اہم مقصد اس قیمتی ذخیرے کا تعارف اور ہر علم وفن میں لکھی گئی کتب کے مناہج کی معرفت بھی ہے، تاکہ اس قیمتی ذخیرے سے واقفیت حاصل کرنے کے نئے مباحث میں امت مسلمہ کی رہنمائی کی جاسکے۔

۳...... ہر دور کی طرح دورِ حاضر میں بھی عوام اور خواص کے مختلف حلقوں میں شدید ضعیف اور موضوع احادیث کا چلن ہے، موضوعات کے اس شیوع میں کھرے کھوٹے کی تمیز کرکے عوام وخواص میں اس کا شعور بیدار کرنا بھی ایک اہم عمل ہے، نیز فتن ودیگر موضوعات کی بے شمار روایات کا صحیح فہم نہ ہونے کی بنا پر غلط فہمیوں کا ایک طوفان برپا ہے، محتمل روایات کے مصداقات کی تعیین کے ذریعے بھی فتنہ وفساد کی راہیں وا کی جارہی ہیں، اس صورت حال کی بنا پر عوام میں جو بے چینی اور ہیجان کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، اصحاب فہم ودانش اس کا ادراک بھی کررہے ہیں، لیکن اس پہلو پر علمی وتحقیقی کام کرکے ’’تشکیک‘‘ کی اس فضا کو ختم کرنے والے مردانِ جفا کار کو اَکھیاں ترس رہی ہیں اور انتظار کی یہ طویل شب عرصے سے صبح کی نویدِ مسرت سننے کو بے تاب ہے۔

۴......اصول حدیث کی متداول کتب، محدثین اور خصوصاً فقہ شافعی کی نمائندہ شمار کی جاتی ہیں،

جن کے بہت سے مباحث میں فقہائے حنفیہ کی آراء محدثین سے مختلف ہیں، اور درسِ نظامی کا عام فاضل محض حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) کی ''نزھة النظر شرح نخبة الفكر'' یا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) کی ''تدريب الراوي في تقريب النواوي'' پڑھ کر حدیثی مباحث میں محدثین وشافعیہ کی آراء کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سی الجھنوں کا شکار رہتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ فقہائے احناف کی اصولی آراء ہماری اصول فقہ کی ''کتب السنة'' کے ضمن میں زیر بحث آتی ہیں، وہاں اس جانب توجہات مبذول نہیں رہتیں، نیز احناف کے ہاں اس پہلو سے مستقل کام بھی کم ہے، ان اسباب کی بناپر نصابی تعلیم کے دوران اصولِ حدیث کے پہلو سے خلا باقی رہ جاتا ہے، اور اختصاصی شعبوں میں اس کمی کی تلافی کی کوشش کی جاتی ہے، علومِ حدیث کے نامور عالم ومحقق مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۲۰ھ) کا درج ذیل بیان پڑھیے:

''حنفی عالم کو محدثین کی مصطلح کے علاوہ اصولِ فقہ کی کتابوں میں جو سنت کی بحث ہے، اس کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے، خصوصاً جصاصؒ کی اصولِ فقہ، سرخسیؒ اور بزدویؒ کی کتابوں میں جو سنت کی بحث ہے، وہ پیش نظر رہے کہ ہمارے ہاں نقد حدیث کے وہی اصول ہیں جو ان کتابوں میں مذکور ہیں، وہ نہیں جو ابن صلاحؒ اور بعد کے لوگوں نے بنائے ہیں، اس سلسلے میں ''کشف بزدوی'' اور ''اصول سرخسی'' کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔'' (۹)

۵...... ''تخصص فی علوم الحدیث'' کے ان شعبوں کا ایک بنیادی مقصد علم حدیث کی تدریسی استعداد کے ساتھ تالیفی صلاحیت پیدا کرنا بھی ہے، اصحابِ نظر جانتے ہیں کہ مسلمانوں کا موجود مطبوعہ کتب سے کئی گنا بڑا ذخیرہ مخطوطات کی صورت میں مسلم وغیر مسلم دنیا کے مختلف سرکاری، اداراتی اور نجی کتب خانوں میں پردۂ خفا کی نذر ہے، ایسے میں پختہ وذی استعداد مدرسین کے ساتھ تحقیقِ مخطوطات کے ماہر اور عمدہ تالیفی صلاحیتوں کے حامل فضلاء بھی علمی میدان کی ضرورت ہیں، مولانا محمد عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر لکھا تھا:

''تخصص کی دو شکلیں ہیں:

۱:.....ایک یہ کہ طالب علم درس کے سلسلے میں استعداد پیدا کرسکے، اور وہ ''التخصص فی درس الحدیث'' کا اہل ہو۔

۲:......دوسرے یہ کہ جب لوگوں میں تصنیف وتالیف کی اہلیت ہو، ان کے تخصص کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی خاص موضوع پر کسی کتاب کی تالیف کرسکیں، یا حدیث کے کسی مخطوطے کی تصحیح کرسکیں، اس پر تعلیقات وحواشی لکھ سکیں۔'' (۱۰)

۶:......سابقہ نکات کے ضمن میں یہ پہلو بھی اہم ہے کہ حدیث کی حجیت اور شرح وبیان کے

حوالے سے مختلف طبقات کی جانب سے اشکالات وجوابات کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے، منکرین حدیث بھی اپنی مردہ اسکیم میں جان ڈالنے کی خاطر آئے روز نت نئے مباحث چھیڑ کر سادہ لوح مسلمانوں میں تشکیکی جراثیم پیدا کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اس پر مستزاد بعض مسلم دانشور بھی اپنی کم فہمی کی بنا پر شبہات میں مبتلا ہوکر دانستہ ونادانستہ طور پر عوام میں ان کی اشاعت کی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہیں، اس صورت حال نے آج پرانی بحثوں کو دوبارہ زندہ کردیا ہے اور اس وقت عرب وعجم میں متنوع حدیثی موضوعات پر کتب ومقالات لکھے جارہے ہیں، سیمینار اور کانفرنسیں ہورہی ہیں، برصغیر بھی اس صورت حال کی لپیٹ میں ہے، اور کسی درجے میں یہاں بھی اس پہلو پر کام کیا جارہا ہے، لیکن جدید چیلنجز کی بنا پر بہت سے تشنہ پہلوؤں پر قدیم ذخیرے کی روشنی میں عوام اور عصری تعلیم یافتہ طبقوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے علمی وتحقیقی لٹریچر کی ضرورت دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔

## برصغیر کے چند معروف شعبہائے تخصص فی علوم الحدیث کا ایک تعارف

### جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ برصغیر میں علوم حدیث میں اختصاص کے لیے مستقل شعبہ کی بنیاد ڈالنے میں پہل کا اعزاز جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو حاصل ہے، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۹۷ھ) نے شوال ۱۳۸۳ھ بمطابق نومبر ۱۹۶۳ء میں اس شعبے کی بنیاد ڈالی، اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰۹ھ) کو نگران مقرر فرمایا، بعد ازاں مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد استاذ محترم مولانا محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہٗ (فاضل دارالعلوم دیوبند) تاحال مشرف کے منصب پر فائز ہیں۔

اس شعبے کی پچاس سالہ تاریخ میں بیسیوں تحقیقی مقالات لکھے گئے، جن کی ایک فہرست مولانا علی احمد ومولانا صہیب ضیاء (متخصصین فی علوم الحدیث جامعہ) کی محنت وکوشش سے سہاہی ''تحقیقاتِ حدیث''(۱۱) میں چھپ چکی ہے، جس میں ۸۸ مقالات کا ذکر ہے، ان کے علاوہ بھی بہت سے مقالات کی فہرست جامعہ کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ یہاں تحقیقی مقالات لکھے جائیں اور طبع ہوکر علمی ذخیرے میں موجود خلا کو پر کریں، چنانچہ جامعہ کے اس شعبے میں لکھے جانے والے بہت سے مقالات ملک وبیرون ملک کے مختلف اشاعتی اداروں سے طبع ہوکر عام ہوچکے ہیں، جن میں سے چند معروف مقالات کا تعارف درج ذیل ہے:

①:.....''السنة ومكانتها في ضوء القرآن الكريم'' از مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۱۹۹۷ء)، یہ مقالہ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں لکھا گیا ہے،

اس دور میں انکارِ حدیث کے فتنے نے سر اٹھایا، جس میں قرآن کریم کی آڑ میں ذخیرۂ حدیث کو بے وقعت بنانے کے مذموم مقاصد کارفرما تھے، اس لیے اس مقالے میں قرآن کریم کی روشنی میں سنتِ نبویہ کی حیثیت و مرتبہ متعین کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اصل عربی مقالہ ''مکتبہ بنوریہ'' سے اور اردو ترجمہ ۱۴۰۰ھ میں جامعہ کے اشاعتی شعبے ''مجلس دعوت وتحقیق اسلامی'' سے طبع ہو چکا ہے۔

④:.....''**مسانيد الإمام أبي حنيفةؒ وعدد مروياته من المرفوعات والآثار**'' از مولانا محمد امین اورکزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۰۹ء): یہ مقالہ بھی حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے اشراف میں لکھا گیا ہے، اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حدیثی مقام، ان کی بیس سے زائد ''مسانید'' کا تعارف و تجزیہ اور ان میں جمع شدہ روایات کی تعداد بیان کی گئی ہے، ۱۳۹۸ھ میں ''مجلس دعوت وتحقیق اسلامی'' سے اور بارِ دگر مولانا شہید کے ادارے ''جامعہ یوسفیہ شاہووام ہنگو'' سے اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔

⑤:....''**الكتب المدونة في الحديث وأصنافها وخصائصها**'' از مولانا محمد زمان کلاچوی: مقالے کا موضوع عنوان سے ظاہر ہے، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ کتب حدیث کے تفصیلی تعارف پر مشتمل کتاب ترتیب دی جائے، یہ مقالہ اسی خواہش کی ایک تکمیلی کوشش ہے، ''**المصنفات في الحديث**'' کا اردو ترجمہ نوشہرہ کی ''القاسم اکیڈمی'' نے نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے۔

⑥:.....''**الكلام المفيد في تحرير الأسانيد**'' از مولانا روح الامین بنگلہ دیشی: مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی لکھے گئے اس مقالے میں بنیادی طور پر مولانا نعمانیؒ کی اور اس ضمن میں اکابر علمائے دیوبند کی اسانید کو یکجا کرنے کی سعی کی گئی ہے، علمائے دیوبند کے ''اثبات'' (ثبت کی جمع، حدیثی اصطلاح کے مطابق کسی ایک شیخ یا چند مشائخ کی اسانیدِ حدیث کا مجموعہ) میں اس کتاب کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ پہلے پہل ۱۴۲۵ھ میں ''مکتبہ حجاز دیوبند'' سے اور دوسری بار کچھ عرصہ قبل ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے طبع ہو چکا ہے۔

⑦:......''**أحاديث تلاميذ الإمام وأحاديث العلماء الأحناف في صحيح البخاري**'' از مولانا مفیض الرحمٰن چاٹگامی: فقہائے احناف پر حدیث سے دوری کا ایک بے بنیاد اتہام باندھا جاتا ہے، استاذِ محترم مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ کے اشراف میں لکھے گئے اس مقالے میں ذخیرۂ حدیث کی معتبر ترین کتاب ''صحیح بخاری'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ اور دیگر حنفی فقہاء کی سند سے مذکور روایات کو جمع کیا گیا ہے، ''**الوردة الحاضرة**'' کے نام سے ''زمزم پبلشرز'' سے شائع ہو چکا ہے۔

⑧:.....''**ثنائيات الإمام الأعظم أبي حنيفةؒ**'' از مولانا عبدالعزیز یحییٰ سعدی: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ''صحیح'' میں بائیس ''ثلاثیات'' (جن روایات میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان محض تین واسطے ہیں) ہیں، اور محدثین کے ہاں ایسی روایات کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے، جن کی سند میں واسطے کم ہوں، استاذ محترم مولانا چشتی مدظلہ کی نگرانی میں تحریر کیے گئے پیش نظر مقالے میں امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۱۹ ''ثنائیات'' (جن روایات میں امام عالی مقام اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں محض دو واسطے ہیں) جمع کی گئی ہیں، پہلی بار کراچی سے اور بعدازاں ۱۴۲۶ھ میں ''الإمام أبو حنیفة وثنائیاتہ'' کے نام سے بیروت کے معروف اشاعتی ادارے ''دار الکتب العلمیة'' سے عالم عرب کے محقق عالم ڈاکٹر نورالدین عتر حفظہ اللہ کی گراں قدر تقریظ کے ساتھ طبع ہوکر عام دستیاب ہے۔

۷:.....''الجمع بین الآثار'' از مولانا ایوب رشیدی: یہ مقالہ بھی استاذ محترم مولانا چشتی مدظلہٗ کے دورِ اشراف میں لکھا گیا ہے، اس میں امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی ''کتاب الآثار'' کی روایات کو جمع کرکے ان کے رجال پر کلام کیا گیا ہے، ابتدا میں استاذ محترم کے قلم سے لکھا گیا مقدمہ ایک تحقیقی مقالے کی شکل اختیار کرگیا ہے، اس مقدمے کے اردو ترجمے کا ایک حصہ سیرتِ طیبہ کے متعلق مولانا ڈاکٹر عزیز الرحمٰن کی ادارت میں شائع ہونے والے ششماہی ''السیرۃ'' (۱۲) میں قسط وار چھپ چکا ہے، امید ہے کہ ان شاء اللہ! جلد ہی مستقل کتابی صورت میں طبع ہوگا، جبکہ اصل عربی مقالہ حال ہی میں ''لمحات من التربیة الفقہیة في خیر القرون'' کے نام سے اردن کے اشاعتی ادارے ''دار الفتح'' سے چھپا ہے، مولانا رشیدی کا مقالہ ۱۴۲۶ھ میں ''زمزم پبلشرز'' سے چھپ کر عام ہو چکا ہے۔

۸:.....''الفقہ فی السند'' از مولانا اللہ بخش ایاز ملکانوی: وادیٔ مہران میں فقہ اسلامی کے نمو وارتقا اور یہاں کے اہل علم کی فقہی خدمات کے جائزہ، تعارف وتبصرہ کے حوالے سے لکھے گئے اس مقالے کا اردو ترجمہ ''القاسم اکیڈمی'' نوشہرہ سے شائع ہوا ہے۔

۹:.....''دراسات في أصول الحدیث علی منہج الحنفیة'' از مولانا عبدالمجید ترکمانی: احناف کے اصولِ حدیث پر اپنی نوعیت کا یہ منفرد کام استاذ محترم مولانا محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہٗ کی نگرانی میں انجام پایا تھا، مزید اضافات اور فنی ترتیب وتدوین کے بعد ابتدا میں ''مکتبة السعادة'' کراچی سے اور پھر بیروت کے معروف اشاعتی ادارے ''دار ابن کثیر'' سے یکے بعد دیگرے دوبار طبع ہو چکا ہے، حال ہی میں مزید اضافات کے ساتھ ''مکتبة الکوثر'' سے اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ کتاب کے طبع ہونے اور علمی حلقوں میں عام ہونے کے بعد عرب وعجم کے کبار اہل علم نے نوجوان مقالہ نگار کی اس کاوش کو بنظرِ تحسین دیکھا اور مؤلف کو بلند پایہ تعریفی کلمات سے نوازا ہے، مقام شکر ہے کہ احناف کے اصولِ حدیث کے حوالے سے اُسے اب مرجعیت کا مقام مل چکا ہے، چنانچہ موضوع سے متعلق بیشتر علمی وتحقیقی مقالات میں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں، بلاشبہ یہ مقالہ جامعہ کے ''شعبہ تخصص فی علوم الحدیث'' میں ہونے والے تحقیقی کام کی ایک عمدہ مثال ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اس شعبے نے علوم حدیث کے میدان میں پیش رفت کے سلسلے میں نمایاں کردار کیا، معاشرے کو ماہرین علوم حدیث کی ایک کھیپ فراہم کی، ملک

وبیرونِ ملک کے کئی جامعات کے شعبہائے تخصص فی علوم الحدیث میں مصروفِ عمل بھتیرے اہل علم جامعہ کے اس شعبے سے ہی فیض یاب ہوکر مرجعیت کے مقام پر پہنچے، والحمد للّٰہ علی ذلک ۔

## جامعہ فاروقیہ کراچی

جامعہ فاروقیہ میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہٗ نے ۱۴۲۵ھ میں اس شعبہ کی بنیاد ڈالی، اور مولانا نور البشر نور الحق مدظلہٗ و مولانا ساجد صدوی حفظہٗ اللہ (متخصص فی علوم الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن) کے اشراف میں ''تخصص فی علوم الحدیث'' کا شعبہ قائم کیا، اس شعبے میں لکھے گئے مقالات کی ایک فہرست ۲۰۱۰ء میں سہاہی تحقیقاتِ حدیث کے ایک شمارہ میں میں شائع ہوچکی ہے،(۱۳) اس کے بعد بھی کافی مقالے لکھے گئے ہیں، جن کی تفصیلات سردست سامنے نہیں، بلاشبہ جامعہ کے اس شعبے نے قلیل مدت میں نہایت قیمتی اور قابل قدر کام سامنے لائے ہیں، جن میں سے دو نمایاں مطبوعہ مقالات درج ذیل ہیں:

۱:..... ''غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ'' از مولانا طارق امیر خان: محدثین کی متنوع خدمات میں سے ایک اہم خدمت موضوع روایات کو ذخیرۂ حدیث سے ممتاز کرنا ہے، اس موضوع پر بھی معتدبہ مواد حدیثی کتب خانے کی زینت ہے، پیش نظر مقالہ اسی جدوجہد کا تسلسل ہے، جس میں پاک وہند میں زبان زد عوام وخواص اٹھائیس ۲۸/ روایات کی تحقیق کی گئی ہے، ابتدا میں موضوع روایات وکتبِ موضوعات سے متعلق وقیع مقدمہ ہے، یہ مقالہ مولانا نور البشر مدظلہٗ کی زیرنگرانی لکھا گیا اور ''زمزم پبلشرز'' سے طبع ہوچکا ہے، مؤلف نے تخصص سے فراغت کے بعد بھی اس نوع پر کام جاری رکھا، ان شاء اللہ! جلد ہی اس سلسلے کی دوسری جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

۲:..... ''الجزء فی فضائل القرآن'' از مولانا طارق امیر خان: یہ مقالہ بھی مؤلف نے جامعہ فاروقیہ میں تخصص کے دوران ترتیب دیا ہے، جس میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۹۸ء-۱۹۸۳ء) کی ''فضائل قرآن'' کے حدیثی فوائد کے ضمن میں آنے والی روایات کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے، اور اب یہ کام کتابی صورت میں ''زمزم پبلشرز'' سے چھپ چکا ہے۔

دیگر مقالات میں سے چند اہم عنوانات ملاحظہ فرمائیں:

۱:..... ''تحقیق ودراسة كتاب ''إمعان النظر في توضيح شرح نخبة الفكر'' للعلامة محمد إكرام السندي النصربوري'' مولوی کفایت اللہ بن محمد زکریا۔

۲:..... ''تحقيق ودراسة كتاب ''بهجة النظر شرح شرح نخبة الفكر'' لأبی الحسن الصغير السندي'' مولوی محمد کاشف بن محمد یونس۔

۳:..... ''الإمام ابن همام وآراؤه الأصولية في ''فتح القدير'' مولوی حسین احمد۔

۴:.....’’الحديث الضعيف ومدى الاستدلال به في الفضائل والأحكام‘‘ مولوی محمد عمران

### جامعہ بنوریہ کراچی

جامعہ بنوریہ میں یہ شعبہ قائم ہوئے کچھ عرصہ گزرا ہے، اور مولانا آصف اختر حفظہ اللہ اس کے مشرف ہیں، مولانا بھی استاذ محترم مولانا چشتی مدظلہٗ کے فیض یافتہ ہیں۔

### جامعہ اشرف المدارس کراچی

جامعہ اشرف المدارس میں قائم شعبہ ’’تخصص فی علوم الحدیث‘‘ مولانا مفیض الرحمٰن چاٹگامی کے اشراف میں قائم ہے، مولانا چاٹگامی جامعہ بنوری ٹاؤن کے متخصص اور کئی کتب کے مؤلف ہیں۔

### معہد عثمان بن عفان کراچی

مولانا نور البشر نور الحق مدظلہٗ (استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی) کے اس ادارے میں ’’تخصص فی الفقہ والحدیث‘‘ کا دوسالہ منفرد کورس چند سال سے جاری ہے، جس میں اصول افتاء وعلوم حدیث کی منتخب کتب کی تدریس ومطالعہ کے ساتھ افتاء وتخریج کی تمرین بھی کرائی جاتی ہے، مولانا مدظلہٗ تحقیقی مزاج و مذاق رکھنے والے پختہ عالم و مدرس اور تحقیق وتخریج کے میدان میں طویل تجربہ رکھتے ہیں، اس لیے مختصر دورانیے میں دونوں مہارتیں حاصل کرنے کے خواہش مند ذی استعداد طلبہ اس ادارے سے منسلک ہوکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

### مجلس البحوث الاسلامیۃ راولپنڈی

مسجد الہلال اصغر مال اسکیم میں استاذ محترم مولانا محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہٗ کی سرپرستی اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے متخصصین مولانا محمد عاصم انعام، مولانا ایوب رشیدی اور مولانا وصی اللہ حفظہم اللہ ودیگر علماء کی نگرانی میں ’’مجلس البحوث الاسلامیۃ‘‘ اور اس کے ذیلی شعبے ’’تخصص فی علوم الحدیث والسنۃ‘‘ کو قائم ہوئے کچھ عرصہ گزرا ہے، اس دوران یہاں دیگر مقالات کے علاوہ ایک نمایاں کام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ’’فضائل اعمال‘‘ کی تخریج کا ہوا، جو اب چھپ کر عام ہو چکا ہے۔

### جامعہ دارالعلوم دیوبند، ہندوستان

برصغیر کی عظیم دینی درس گاہ ازہرِ ہند دارالعلوم دیوبند میں یہ شعبہ ۱۴۲۰ھ میں قائم ہوا اور مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہٗ اس کے نگران مقرر ہوئے، جو تاحال اشراف کے فرائض انجام دے رہے ہیں، بعدازاں مولانا عبداللہ معروفی حفظہٗ اللہ بھی بحیثیت معاون مشرف اس شعبے سے منسلک ہوئے، اس شعبے کے شائع شدہ چند اہم تحقیقی مقالات درج ذیل ہیں:

①:....’’الحديث الحسن في جامع الترمذي‘‘

②:....''الحديث الحسن الصحيح''

③:....''الحديث الحسن الغريب''

④:....''الحديث الغريب'': یہ مقالہ مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہٗ، ہندوستان کے نامور محقق مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ (۱۹۰۱ء-۱۹۹۲ء) اور مولانا عبداللہ معروفی مدظلہٗ کی نگرانی میں شعبے کے پانچ طلبہ نے لکھا ہے، جس میں ''جامع الترمذي'' کی ان احادیث کی تحقیق کی گئی ہے، جن کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۹ھ) نے ''حسن'' لکھا ہے، ابتدا میں انہی روایات پر کام ہوا، بعد ازاں امام موصوف کی دیگر اصطلاحات پر بھی تحقیقی کام ہوا، چنانچہ ''حسن غریب'' پر دو جلدیں، ''حدیث غریب'' پر ایک جلد اور ''حسن غریب'' پر تین جلدیں چھپ چکی ہیں، ہر جلد کی ضخامت چھے سو صفحات سے زائد ہے، یہ مکمل کام اسی شعبے میں ہوا۔

⑤:....''حقيقة الزيادة على القرآن بخبر الواحد واستعراض علمي لإيرادات ابن القيم على الحنفية بناءً على هذا الأصل'': مقالے کے عنوان سے اس کے مباحث کی وضاحت ہوجاتی ہے، یہ کام مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہٗ کے اشراف میں تین طلبہ نے کیا اور مولانا عبداللہ معروفی حفظہٗ اللہ نے ترمیم وتہذیب فرمائی، ''المكتبة العثمانية'' دیوبند سے چھپ چکا ہے۔(۱۴)

### جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور، ہندوستان

جامعہ کی مجلس شوریٰ کی تجویز سے سنہ ۱۴۱۵ھ میں اس شعبے کا قیام عمل میں آیا، اور حضرت مولانا زین العابدین اعظمی رحمہ اللہ (۱۳۵۱ھ-۱۴۳۴ھ) نگران مقرر ہوئے، دوسرے ہی سال طلبہ کی تعداد میں اضافہ کی بنا پر ان کی معاونت کے لیے مولانا عبداللہ معروفی حفظہٗ اللہ کا تقرر کیا گیا، (کچھ عرصے بعد مولانا معروفی حفظہٗ اللہ کو دارالعلوم دیوبند میں طلب کرلیا گیا) ۱۴۲۱ھ میں شائع شدہ شعبے کی پانچ سالہ کارکردگی کی روداد کے مطابق اس قلیل مدت کے دوران شعبے میں انجام پانے والے نمایاں تحقیقی کام درج ذیل ہیں:

①:....''المؤتلف والمختلف في أسماء نقلة الحديث'' اور ''مشتبة النسبة'' کی تحقیق وتعلیق، یہ دونوں اہم کام تخصص کے طلبا کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچے۔

②:....علامہ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ''جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد'' کی تحقیق، یہ کام بھی مولانا زین العابدین اعظمی رحمہ اللہ کے اشراف میں شعبے کے متخصصین کے ذریعے انجام پایا ہے، جو اَب چھپ کر عام ہو چکا ہے۔

ان دو اہم علمی کاوشوں کے علاوہ بھی دسیوں مقالات لکھے گئے ہیں، جن میں سے بعض زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں، سردست تفصیلات دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ان کا تعارف پیش نہیں جا سکتا۔(۱۵)

## مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ ڈھاکہ بنگلہ دیش

یہ ادارہ بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں قائم ہے، جس کے شعبہ ''تخصص فی علوم الحدیث'' کے مشرف مفتی عبدالمالک (متخصص جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) ہیں، مولانا حدیث وفقہ کے پختہ ومحقق عالم ہیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تخصص کے بعد جامعہ دارالعلوم کراچی میں ''تخصص فی الافتاء'' کیا، بعدازاں اپنے استاذ مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کے ایما پر عالم عرب کے محقق ومحدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۱۷ھ) کی خدمت میں بھی کافی عرصہ رہے، یوں مولانا نے عرب وعجم کے جہابذہ سے خوب استفادہ کیا، علوم حدیث کے مبتدئین کے لیے انہوں نے ''المدخل إلی علوم الحدیث الشریف'' کے نام سے ایک مفید کتاب ترتیب دی ہے، اور عرصہ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ''نزھۃ النظر شرح نخبہ الفکر'' کی شرح وتعلیق میں مشغول ہیں، بنگلہ دیش میں مولانا جیسی محدثانہ وفقیہانہ مزاج کی حامل شخصیت کا وجود نعمت سے کم نہیں۔

یہاں علوم حدیث میں اختصاص سے متعلق چند شعبوں کا ذکر کیا گیا ہے، جن کے بارے میں کسی قدر معلومات مہیا ہوسکی ہیں، استیعاب ممکن تھا نہ مقصود، بلاشبہ ان کے علاوہ بھی اندرون وبیرون ملک کئی اداروں میں ''تخصص فی علوم الحدیث'' کے شعبے قائم ہیں، جن سے فضلائے کرام حسب مناسبت استفادہ کرسکتے ہیں۔

## ایک گزارش علوم حدیث کے متخصصین سے

اس مقام کی مناسبت سے ''متخصصین فی علوم الحدیث'' سے خصوصاً اور دیگر اہل اختصاص کی خدمت میں عموماً ایک برادرانہ وخیرخواہانہ گزارش پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ کسی بھی علم وفن کے ساتھ مناسبت کی بقا کے لیے اس کا دائمی ومربوط مطالعہ ضروری ہوتا ہے، اختصاصی مہارت حاصل کرلینے کے باوجود ربط وتسلسل نہ رہنے کی بنا پر برسوں کی محنت (اکارت کہنا تو مناسب نہ ہوگا کہ فی الجملہ افادیت سے انکار بھی نہیں، کہا جاسکتا ہے کہ اختصاصی صلاحیت) ہوا ہوجاتی ہے، اس رویے سے بعض اوقات جزئیات تو درکنار، فن کے بنیادی اصول وکلیات بھی ذہن سے اوجھل ہوجاتے ہیں اور عمومی مشاہدے کی رو سے بھی یہ عین فطری معاملہ ہے، امام فن جرح وتعدیل ومحدث جلیل القدر امام عبدالرحمٰن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۸ھ) کا مقولہ ہے:

> ''إنما مثل صاحب الحدیث بمنزلۃ السمسار، إذا غاب عن السوق خمسۃ أیام تغیَّر بصرُہٗ۔''(۱۶)
>
> ''حدیث کا طالب علم دلال (ہمارے عرف میں بجائے اس کے ''منی چینجر'' کہہ لیجیے) کی مانند ہوتا ہے، چند روز بھی مارکیٹ سے دور رہے تو فنی بصیرت (اور پیشہ ورانہ مہارت) میں فرق آجاتا ہے۔''

چند روز کی غیبوبت سے اتنا تغیر آجاتا ہے تو فنی مطالعہ کے بالکلیہ ترک کی صورت میں اختصاصی استعداد کا کیا حشر ہوگا؟! ایسے میں مسلسل مطالعہ وتحقیق کے عمل سے جڑے بنا خود کو متخصص باور کراتے رہنا خام خیالی ہی کہی جاسکتی ہے، یوں ہم عوام کو تو مطمئن کرسکتے ہیں، لیکن ضمیر کی عدالت میں جواب دہی سے عاجز رہیں گے۔ امام احمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۱ھ) سے ایک موقع پر دریافت کیا گیا: حدیث کی طلب کب تک جاری رکھنی چاہیے؟ فرمایا: ''موت تک۔'' (۱۷) گویا حقیقی متخصص وہی ہے جو تحقیق ومطالعہ کے سفر میں کسی مقام پر قناعت کے بجائے فن کے ساتھ دائمی ربط قائم رکھے۔

## مآخذ ومراجع


۱...... عجالة المبتدي وفضالة المنتهي في النسب، ص: ۳، المطبعة الأميرية بالقاهرة ، امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقدمہ'' میں پینسٹھ (۶۵) انواع ذکر کی ہیں، جبکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر کتب سے جمع کرکے اپنے اضافات کے ساتھ ''تدریب الراوي'' میں چورانوے (۹۴) انواع ذکر کی ہیں۔

۲......سنن الترمذي، أبواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبلؓ، ج:۲،ص:۶۹۹، رحمانیہ۔

۳......مراتب العلوم لابن حزمؒ ضمن مجموع رسالاته، ج:۴،ص:۷۷،۷۸۔

۴......جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبرؒ ،باب إثبات المناظرة والمجادلة وإقامة الحجة،ص: ۳۳۵، رقم:۹۴۳، دار ابن حزم ۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء۔

۵...... الفتاویٰ الحديثية،ص: ۳۲۸، قدیمی کتب خانہ کراتشی۔

۶......التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة،ص:۳۱، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب سوریا، ۱۴۳۶ھ- ۲۰۰۵ء۔

۷......صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب من أقسم على أخيه ليفطر فى التطوع، ۱:۲۶۴، قدیمی۔

۸......تخصص حدیث شریف، تعارف، اصول وضوابط، ص: ۲۷، جامعہ مظاہر علوم سہارن پور، انڈیا۔

۹...... ایضا، ص: ۲۵۔ ۱۰...... ایضا، ص: ۲۳۔

۱۱......تحقیقات حدیث، شمارہ: ۲، بابت محرم الحرام ۱۴۳۱ھ بمطابق جنوری ۲۰۱۰ء۔

۱۲......ششماہی السیرۃ شمارہ: بابت ۶ و ۷، رمضان ۱۴۲۲ھ اور ربیع الاول ۱۴۲۳ھ۔

۱۳......تحقیقاتِ حدیث، شمارہ: بابت رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ، ستمبر ۲۰۰۸ء۔

۱۴...... یہ مقالات تاحال ہمارے ملک میں عام نہیں ہوئے، دارالعلوم دیوبند کے شعبہ ''تخصص فی علوم الحدیث'' اور مذکورہ مقالات کے متعلق یہ معلومات مولانا عبید انور بن مولانا نسیم اختر شاہ قیصر (متخصص فی علوم الحدیث دارالعلوم دیوبند) نے عنایت فرمائیں، جزاه الله خيرًا۔

۱۵...... مذکورہ معلومات رسالہ ''تخصص حدیث شریف، تعارف، اصول وضوابط، مطبوعہ: جامعہ مظاہر علوم سہارن پور، انڈیا'' سے حاصل کی گئی ہیں۔

۱۶......الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب، باب دوام المراعاة للحديث والمذاكرة به واتقاء الفتور عنه ، ص: ۴۱۳، رقم: ۱۹۰۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء ۔

۱۷......شرف أصحاب الحديث للخطيب، ج:۲،ص: ۱۲۸، رقم: ۱۳۵، مکتبۃ ابن تیمیۃ القاہرۃ۔